نعرۂ تکبیر

سید اکرام الحق ہاشمی

مزار بناؤ خوب کماؤ ـــــ صرف موڑوے خالی ہے

ادھر بھٹو آمریت اپنے پورے عروج پر تھی اور ادھر ہماری بے روزگاری، دونوں کا سلسلہ نہ رکتا تھا نہ تھمتا۔ حکمران کو یقین تھا کہ اس کے اقتدار کا سنگھاسن نہیں ڈول سکتا اور ہمیں یہ یقین تھا کہ اس دور میں ہم اپوزیشن والوں پر ملازمت کے دروازے نہیں کھل سکتے۔ یار دوستوں نے ہماری تعلیم، ذات، عقل و شکل، قد کاٹھ، اور خاندانی روایات کے پیش نظر یہ مشورہ دیا کہ کوئی گدی سنبھال لوں۔ بعض نے ہدایت کی کہ تعویذ انگریزی میں لکھا کرنا۔ یہ منفرد تجربہ ہو گا اور کوئی انفرادیت ہی لوگوں کی دلچسپی کا محور بن جاتی ہے بس ایسے ہی ہم نے بھی تانے بانے بننے شروع کر دیئے کہ شرک ہم کر سکتے ہیں نہ کروا سکیں گے۔ ورنہ ملازمت تو کیا۔ دو چار مزار بنالیں۔ بس اللہ اللہ خیر سلا۔ پشتوں کو کام نہیں کرنا پڑے گا۔ اس کے لیے ہم نے ایک خاکہ سا تیار کر کے دوستوں کے سامنے اصلاح و تجاویز کے لیے رکھ دیا۔ یاروں نے بہت پسند کیا۔ بلکہ کچھ مشوروں کی سرمایہ کاری سے بھی نوازا۔

مزار بنانے کے لیے جو کام ازحد ضروری تھے وہ اس طرح کے تھے۔ کسی ڈبل روڈ پر، جہاں دن رات بسیں، ویگنیں، کاریں دوڑتی ہوں، اچھے محل و قوع کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک قبر بنائی جائے۔ قبر کے لیے دو منصوبے زیر بحث آئے۔ ایک اچانک اعلان کہ خواب میں آیا ہے کہ فلاں درخت کے نیچے کوئی بابا جی دفن ہیں۔ وہاں مٹی ڈال دی جائے اور ہری چادری سے بسم اللہ کر لی جائے دوسرا پروگرام یہ کہ اعلان بھی نہ کیا جائے۔ جا کر قبر بنائی جائے۔ قبر کیا؟ سیدھی زمین پر مٹی اکٹھی کر کے چادر ڈال دی جائے اور وہاں کوئی بے روزگار نوجوان حالت سے بے حالت کر کے بٹھا دیا جائے۔ خوبصورت اور خوشنما بورڈ لگا دیئے جائیں۔ مناسب ہو گا کہ قبر گھنے درخت کے نیچے ہو اور اگر پاس سے کوئی نہر یا راجباہ گزرے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ بورڈ پر کوئی غیر معیاری سا نام لکھا جائے۔ جس طرح گھوڑے، گدھے، کتے بلے، کے ساتھ لفظ سرکار لگ سکے، علاوہ ازیں زلفوں والی، مندری والی، بلیوں والی، ٹوپی والی، پگڑی والی، چاہے یکے والی، بس سرکار سے کام بن جائے گا۔ اس سلسلے میں مختلف شہروں میں بننے والی مختلف سرکاروں کا جائزہ لیا گیا اور تجربہ سامنے یہ آیا کہ نئے تجربے کے ساتھ پرانے آزمودہ نسخوں سے بھی استفادہ کیا جائے اور چلتے ہوئے نام ہی بہتر کام دیں گے۔ کونسی رجسٹریشن ہونی ہے۔ یہ بھی غور کیا گیا کہ لفظ شریف بھی چلنا چاہیے۔ اس میں آبادی کا بھی بھلا ہو گا۔ مثلاً اچ ایک شہر ہے۔ ملتان، پاکپتن، شرقپور، گولڑہ یہ سب عام سے شہر ہیں مگر وقت گزرتے ہوئے یہ شریف ہو گئے۔ مکہ معظمہ کے ساتھ تو شریف نہیں لگ سکا۔ مسجد کے ساتھ شریف کا لاحقہ نہیں آیا۔ مگر مزار کے ساتھ چادر، درگاہ کے ساتھ۔ اور قبر کے ساتھ شریف آگیا۔۔۔۔

لیکن دولت توحید نے اس خیال کو دل میں سمانے ہی نہ دیا جو ہونا تھا وہی ہوا ۔ ہمارے کئی رشتہ داروں نے اپنے اپنے مزار بنالیے ۔ ہم رہے وہیں کے وہیں ۔ آج انہوں نے وہ سب کچھ بنا لیا ہے جس کی کبھی وہ خواہش کیا کرتے تھے ۔

نجی شعبہ نے جس طرح صنعت ، زراعت اور تعلیم میں سرمایہ کاری کی ہے ۔ اسی نسبت سے مذہب میں بھی سرمایہ کاری ہوئی ۔ اب عالم یہ ہے کہ آپ کسی سڑک پر سے گزریں ۔ ایک دو کلومیٹر کے بعد آپ کو سڑک کے کنارے مزار نظر آئیں گے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ مزاروں کا سفر تیزی سے جاری ہے کفر و شرک کے یہ اڈے اب لب سڑک اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ مشرکوں کو ذرا بھی دقت نہ اٹھانی پڑے اور شرک کے لیے کوئی لمحہ ضائع نہ ہو ۔ مزار کے ساتھ مسجد بھی ایک ضرورت ہے اور مسجد کے ساتھ مزار بھی ۔

دیکھنا ! موٹروے نیا نیا بنا ہے پہلے سے یہاں آن روڈ کوئی مزار نہیں تھا لیکن ہماری دیکھتی آنکھوں کے سامنے مزار بھی بنیں گے اور لوگوں کی حاجت روائی بھی ہوگی ۔ اچھی سچوایشن کون چھوڑتا ہے ؟ جہاں صنعتی بستیاں بسیں گی ۔ وہاں مزار بھی بنیں گے معلوم ہوتا ہے کہ سڑکوں کے ساتھ ساتھ مزاروں کا سفر بھی دو کلومیٹر کے حساب جاری ہے اور یہ معاملہ خطرناک حد تک پہنچ گیا ہے ۔

آگ زیادہ جلے گی چولھے پر رکھا پانی اڑ جائے گا ۔ پانی بہہ نکلا تو آگ بجھا دے گا ۔ سورج نکلا تو اندھیرے غائب ۔ اندھیرے غالب آئے تو سورج غروب ، توحید بڑھے گی تو مزار شکنی ہو گی ۔ مزار تعمیر ہوں گے تو توحید رک جائے گی ۔ درحقیقت کفر و شرک کے اڈوں کی تعمیرات میں بے تحاشا اضافہ ہمارے مسلک اور جرات توحید کے لیے کھلا چیلنج ہے ۔ مزار بن رہے ہیں ، اور ہم زندہ ہیں .... یہ دو متضاد باتیں ہیں ۔ حالات اس بات کے چغلی کھا رہے ہیں کہ ہمارا عمل کند ہتھیار کی طرح ہے جو دیکھنے کو تو ہمارے سینے پہ سجا ہوا ہے مگر اس سے کوئی قتل تو نہیں ہو سکتا ۔ صرف کنوں چھیلا جا سکتا ہے ۔

اب تو گلیاں محلے ، قصبے اور دیہات میں بھی یہ بیماری پھیل رہی ہے ۔ ہر گاؤں اپنی مسجد بناتا ہے اور اپنا مزار ۔ مزاروں میں قوم کی یہ خود کفالت درحقیقت ہمارے ایمان کے لیے ایک چیلنج ہے توحیدی قوتوں کو مل کر ایک لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے ایک پوائنٹ پر اتحاد کر لینا چاہیے ۔ مزار گرائے جائیں ۔ مزید بنانے پر پابندی لگا دی جائے ۔ ورنہ وہ وقت دور نہیں جب ہر گاؤں کا نہیں ہر برادری کا اپنا اپنا مزار ہو گا اس پہ شرک کے لیے اپنے دستور ہوں گے ۔ وہاں مسلمان اور غیر مسلم مل کر منتیں مانا کریں گے ۔ اس وقت ہمارے نام صرف مسلمانوں جیسے ہوں گے لیکن مسلمان نصرت الٰہی سے محروم ہوں گے ۔ اور اس وقت کسی ابو جہل اور کسی ابو لہب کی ضرورت نہیں پڑے گی ۔ بشکریہ ہفت روزہ " اہلحدیث " لاہور